اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:28)

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر

اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ (الاحزاب:37)

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ (البقرہ:150)

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ (البقرہ:45-46)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ـ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ـ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ـ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ہر انسان کو اللہ رب العزت کی طرف سے بے شمار نعمتیں ملی ہیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراھیم:34) اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم انہیں شمار نہیں کر سکتے۔

ان بے شمار نعمتوں میں سے چند نعمتیں بڑی نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی تعداد تین ہے۔

پہلی بڑی نعمت:۔

''عقل'' کی لغوی تحقیق:

حدیث پاک میں آتا ہے

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا۔

یہ ایک نعمت ہے اللہ تعالیٰ جس کو بھی عطا فرما دے۔ عقل کا لفظ عقل ناقتہ سے بنا۔ اونٹنی کو جو نکیل ڈالی جاتی ہے اس کو عقال کہتے ہے۔ وہ اونٹنی کو قابو رکھتی ہے، ادھر ادھر بھاگنے نہیں دیتی۔ اسی طرح جب انسان کی عقل سلیم ہو تو وہ اس کو شریعت کی حدود کے اندر رکھتی ہے ادھر ادھر بھاگنے نہیں دیتی۔

جنت میں عقل کے مطابق درجہ:۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! لوگ قیامت کے دن جو مقام اور درجہ پائیں گے وہ کس حساب سے پائیں گے؟ نبی علیہ السّلام نے فرمایا کہ عقل کے مطابق۔ وہ بڑی حیران ہوئیں۔ کہنے لگیں، اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا عمل کے مطابق نہیں پائیں گے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ عمل بھی اتنا ہی کریں گے جتنی اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہوئی ہوگی۔

اس عقل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کو عقل معاد کہتے ہیں اور دوسری کو عقل معاش کہتے ہیں۔

عقل معاش:۔

یہ عقل معاش دنیا کے نقطۂ نظر کی عقل ہوتی ہے، یہ ہر چیز میں دنیا کو تلاش کرے گی حتی کہ ان کے سامنے دین کو پیش کیا جائے گا تو یہ دین میں بھی دنیا کا پہلو نکال لے گی ۔ ان سے کہو کہ ایک پارہ تلاوت کریں تو انہیں مصیبت نظر آتی ہے۔ لیکن کاروبار کے لئے کہو کہ فلاں آیت گیارہ سو مرتبہ پڑھو تو بڑے آرام سے پڑھ لیں گے۔ ان کا مقصود دنیا کی عزت، دنیا کا مال اور دنیا کی شان وشوکت ہے۔ اب اس کے لئے بتانے والے نے بتا دیا کہ تہجّد کی نماز کے بعد پڑھو تو وہ بھی اٹھ کے پڑھ لیا کرتے ہیں۔ عقل معاش اپنے دین کو بھی دنیا بنا لیتی ہے۔

عقل معاد:۔

عقل معاد اللہ رب العزت اپنے انبیاء کو عطا فرماتے ہیں اور ان کی اتباع کی برکت کی وجہ سے علماء اور

صلحاء کو بھی عطا فرماتے ہیں۔ یہ وہ عقل ہوتی ہے جو ہر کام میں آخرت کی کامیابی کو دیکھتی ہے۔ آخرت کی کامیابی کو اصل کامیابی سمجھے گی۔ اس کے سامنے دنیا کی بھی بات کرو تو یہ دنیا کی باتوں میں سے بھی آخرت کا پہلو نکال لے گی۔ یہ عقل معاد ہے۔

ایک بزرگ جا رہے تھے۔ انہوں نے سنگترے بیچنے والے کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا ''چنگے سنگترے چنگے سنگترے'' ان پر وجد طاری ہو گیا۔ اللہ اللہ اللہ اللہ اونچی آواز سے کہنے لگے۔ جب کچھ کیفیت ٹھیک ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ حضرت! کیا بنا؟ فرمایا، تم نے نہیں سنا وہ کیا کہہ رہا تھا۔ عرض کیا، حضرت! وہ سنگترے بیچ رہا تھا۔ فرمایا، نہیں سنو تو سہی کہ کیا کہہ رہا ہے؟ انہوں نے کہا، حضرت! سنگترے بیچ رہا ہے کہ میرے پاس اچھے سنگترے ہیں تم خرید لو۔ انہوں نے کہا پھر سنو وہ کہہ رہا ہے چنگے سنگترے۔ کہا، ہاں حضرت! بیچنے کے لئے صفت بیان کر رہا ہے کہ اچھے سنگترے۔ فرمایا، نہیں۔ ذرا غور سے سنو وہ کہہ رہا ہے چنگے سنگترے۔ جو چنگوں کے سنگ لگ گئے وہ تر گئے۔ سبحان اللہ۔ یہ عقل معاد ہوتی ہے کہ دنیا کی بات ان کے سامنے پیش ہو اس میں سے بھی آخرت کا نکتہ نکال لیتے ہیں۔

عقل معاد اپنی دنیا کو بھی دین بنا لیتی ہے۔ اللہ والوں کو عقل معاد نصیب ہوتی ہے اس لئے ان کی توجہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ ہر چیز اسے اللہ رب العزت کی یاد دلاتی ہے۔ سنا ہے کہ زلیخا نے ہر چیز کا نام یوسف رکھ لیا تھا۔ مؤمن کا بھی یہی حال کہ ہر چیز اسے اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتی ہے۔

چاند تاروں میں تو مرغزاروں میں تو خدایا　کس نے تیری حقیقت کو پایا

اور ایک شاعر نے کہا،

جگ میں آ کر ادھر ادھر دیکھا　تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
جان سے ہو گئے بدن خالی　جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا

دوسری بڑی نعمت:۔

دوسری بڑی نعمت علم ہے، اللہ رب العزت جس کو بھی عطا فرما دیں۔ ابھی آپ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے علم ظاہری اور علم باطنی کے تلازم پر بات چیت سن رہے تھے۔ ایک کتابی علم ہوتا ہے اور ایک صحبتی علم ہوتا ہے۔ کتابی علم تو کاغذ کے صفحوں پر لکھا ہوا مل جائے گا جب کہ صحبتی علم سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتا ہے۔ جیسے علم ظاہری کتابوں سے قلم اور کاغذ کے ذریعے منتقل ہوتا آ رہا ہے۔ یہ علم سیدنا صدیق اکبرؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پایا۔ اسی لئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

مَا صَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبُوْ بَکْرٍ اللہ رب العزت نے میرے سینے میں جو کچھ بھی ڈالا ہے میں نے اسے ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا ہے۔

اوران کی اہلیہ فرمایا کرتی تھیں۔ کہ ابوبکر کو لوگوں پر فضیلت ان کے نماز اور روزے کی کثرت کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ اس سوز اور غم کی وجہ سے تھی جو اللہ نے ان کے دل میں عطا کر دیا تھا۔ جیسے لوگ اپنے خاندانی شجرے رکھتے ہیں کہ ہم حسنی حسینی سید ہیں۔ الحمدللہ ہمارے پاس بھی شجرے موجود ہیں۔ کہ سیدنا صدیق اکبرؓ سے آگے یہ نعمت آگے کہاں پہنچی اور پھر اس سے آگے کہاں پہنچی۔ اور الحمدللہ ہمارے مشائخ نے یہ نعمت اپنے رب کی رحمت اور فضل سے ہم جیسے عاجز اور نالائقوں تک پہنچا دی۔ یہ نسبت قیامت تک چلتی رہے گی۔

امام مہدی اور سلسلہ نقشبندیہ:۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ امام مہدی جب تشریف لائیں گے تو ان کا سینہ بھی نسبت نقشبندیہ کے نور سے معمور ہوگا۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ مجھے عالم کشف میں اللہ تعالیٰ نے

نقشبندی طریقت کے ساتھ نسبت رکھنے والے قیامت تک جتنے بھی لوگ آنے تھے ان سب کی زیارت کروادی ہے۔

طالب علم کے ایک ایک قدم کی فضیلت:۔

تاہم اللہ رب العزت کے ہاں علم کی بڑی فضیلت ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی طالب علم اپنے استاد کے پاس چل کر جاتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے ہر قدم پر اس کو ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جنت میں اس کے لئے ہر قدم کے بدلے ایک شہر آباد کیا جاتا ہے اور زمین کے جن ٹکڑوں پر اس کے قدم لگتے ہیں، زمین کے وہ ٹکڑے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

علم کی فضیلت:۔

امام غزالیؒ نے بھی ایک روایت نقل کی ہے کہ طالب علم جب چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے برکت کے حصول کے لئے اس کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں۔اللہ رب العزت کے ہاں اس کی بہت قدر ہے۔اس لئے فرمایا کہ جو آدمی طلب علم کے لئے نکلا اس کے بدن پر جو غبار پڑتی ہے وہ غبار اور جہنّم کا دھواں یا جہنّم کی آگ یہ دونوں ایک جگہ کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

سیدنا سلیمانؑ اور علم:۔

اللہ رب العزت نے سیدنا سلیمانؑ کو یہ اختیار دیا تھا کہ آپ چاہیں تو آپ کو ہم علم دیں یا آپ کو شاہی عطا کردیں یا آپ کہیں تو ہم آپ کو مال عطا کردیں۔انہوں نے اللہ رب العزت سے علم مانگا اللہ تعالیٰ نے علم کی برکت سے ملک اور مال ان کو خود عطا فرمادیا۔

ایک ہزار رحمتیں:۔

بلکہ علما نے کتابوں میں لکھا ہے کہ روزانہ اللہ رب العزت کی ایک ہزار رحمتیں نازل ہوتی ہیں جن میں

سے نوسوننانوے علماء اور طلباء کو دی جاتی ہیں اور باقی عوام الناس میں تقسیم کی جاتی ہیں۔اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے۔تم عالم بنو، یا طالب علم بنو، یا ان کی باتیں سننے والا بنو یا ان سے محبّت رکھنے والا بنو کوئی اور چیز مت بننا۔

علم اور مقام علیین:۔

علم کے تین حروف ہیں۔عین سے علیین کہ جب اللہ رب العزت کے پاس جائے گا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو علیین میں مقام عطا فرمائیں گے۔

علم اور محبّت الٰہی:۔

اور علم کی وجہ سے انسان کی طبیعت میں لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔سوچ میں لطافت آجاتی ہے۔کثافت ختم جاتی ہے اور جتنا علم ہوگا اللہ تعالیٰ کی معرفت کا اتنا پھر اس کے اندر اللہ رب العزت کی محبّت زیادہ ہوتی ہے۔تو علم وہ ہے کہ جس سے انسان کے اندر لطافت پیدا ہو اللہ تعالیٰ کی محبّت پیدا ہو۔اور جب وہ دنیا سے جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو مقام علیین عطا فرمائیں۔

عالم کے اکرام کا ثمرہ:۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی عالم کو سہارا دیتا ہے۔بیمار ہے بڑھاپا ہے، کمزوری ہے ، تھکے ہوئے ہیں۔جب کوئی آدمی کسی عالم کو سہارا دیتا ہے اللہ رب العزت ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔اور اگر کوئی آدمی محبّت اور عقیدت کی وجہ سے کسی عالم کے ماتھے یا سر پر بوسہ دیتا ہے اللہ رب العزت ہر بال کے بدلے میں اس کو نیکی اور اجر عطا فرماتے ہیں

عالم کی ہمنشینی نبی اکرم ﷺ کی ہمنشینی:۔

تنبیہ الغافلین میں ایک روایت یہ بھی نقل کی گئی۔فقیہ ابو اللّیث سمرقندیؒ نے نقل کی کہ نبی علیہ السّلام نے

ارشاد فرمایا، جس نے عالم کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی، جس نے عالم سے مصافحہ کیا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور جس نے عالم سے ہمنشینی اختیار کی اس نے مجھ سے ہمنشینی اختیار کی اور جس نے دنیا میں مجھ سے ہمنشینی اختیار کی اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو میرا ہمنشین بنا دیں گے۔

قیامت کے دن علماء کا اکرام:۔

اسی لئے ایک روایت میں آتا ہے کہ قیامت کے دن امت محمد یہ نبی اکرم ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگی تو امت کے جتنے بھی لوگ پیاسے ہوں گے۔ ان پیاسوں کو فرشتے نبی ﷺ کے حکم پر حوض کوثر سے پیالے بھر بھر کر پلائیں گے لیکن جو اس امت کے علما ہوں گے ان علماء کو اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ اپنے ہاتھوں سے حوض کوثر کا جام پلائیں گے۔ یہ وارث ہیں انبیاء کے۔

نبی اکرم ﷺ کی دعوت:۔

سائیں توکل شاہ انبالویؒ بڑے بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ظاہر میں بھی بہت دیا تھا۔ یہ دنیا اللہ والوں کے قدموں میں آتی ہے۔ لوگ حسد کرتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے۔ لیکن وہ اس سے رخ پھیر لیتے ہیں لیکن یہ پھر بھی پیچھے آتی ہے۔ ان کا دسترخوان بڑا وسیع تھا اور اعلان تھا کہ جو آدمی غریب ہو، نادار ہو، مسافر ہو، لاچار ہو وہ ان کے دسترخوان پر آ کر کھانا کھائے۔ سینکڑوں لوگ روز کھانا کھاتے تھے۔ خانقاہ چل رہی تھی۔ لوگوں کے مزے تھے لوگ آتے، کھانا کھاتے۔ بہت عرصہ ان کا یہ معمول رہا۔

ایک مرتبہ ان کو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو بڑی خوشی ہوئی مگر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ توکل شاہ! تم اللہ تعالیٰ کی دعوت تو روزانہ کرتے ہو اور ہماری دعوت تم نے کبھی نہیں کی۔ آنکھ کھلی تو بڑے پریشان ہوئے۔ کئی دن تک اللہ رب العزت کے حضور روتے رہے، مانگتے رہے کہ پروردگار! اس کی تاویل کیا ہے؟ بالآخر اللہ تعالیٰ نے دل میں بات ڈالی کہ میں نے جو یہ دسترخوان کھلا رکھا یہ اللہ

تعالیٰ کی مخلوق کے لئے اللہ کے واسطے کہ اے اللہ! تیرے بندے ہیں کوئی غریب ہے اور کوئی بے روزگار ہے، تیری نسبت سے لوگ آتے ہیں، کھاتے ہیں لیکن نبی اکرم ﷺ کے ورثاء تو عالم، حفاظ اور قراَ ہوتے ہیں۔ میں نے ان کی کبھی دعوت نہیں کی اس لئے مجھے یہ فرمایا گیا۔ چنانچہ انہوں نے پورے شہر کے علماء، حفاظ اور قراَ کی دعوت کی گویا یہ دعوت نبی اکرم ﷺ کی ہوگئ

علم کا مفہوم:۔

تاہم جو عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے۔ اس بے عمل کے لئے یہ بشارتیں نہیں۔ علم پر عمل کا ہونا ضروری ہے۔ اس عاجز کو حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی زیارت نصیب ہوئی اور ان کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ ایک مرتبہ انہوں نے طلبا سے پوچھا کہ بتاؤ، علم کا کیا مفہوم ہے؟ کسی نے کہا، جاننا، کسی نے کہا، ماننا، کسی نے کچھ کہا، کسی نے کچھ کہا۔ حضرت خاموش رہے۔ بالآخر ایک طالب علم نے کہعرض کیا ، حضرت! آپ بتا دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم وہ نور ہے کہ جس کے حاصل ہونے کے بعد اس پرعمل کئے بغیر چین نہیں آتا۔ اگر یہ کیفیت ہے تو علم ہے ورنہ تو وبال جان ہے۔ اس لئے جو بے عمل آدمی ہوگا اور عالم بھی اپنے آپ کو کہلائے گا تو قیامت کے دن اس کا مواخذہ ہوگا۔

علماءسوء کے پیٹ کی بدبو:۔

ایک روایت میں آتا ہے جہنّم کے فرشتے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کریں گے کہ اے اللہ دو چیزوں کی بدبو نے بہت پریشان کیا ہوا ہے ایک کفار کے جسموں سے جو بدبو آرہی ہے اور دوسری علماء سو کے پیٹ سے جو بو آرہی ہے اس نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے۔

خنزیر کے گلے میں:۔

ابن سیرینؒ کے سامنے کسی نے خواب بیان کیا کہ میں خنزیر کے گلے میں موتی ڈال رہا ہوں۔ آپ نے

فرمایا کہ تم نا اہلوں کو علم مت سکھایا کرو، ناقدروں کو یہ چیز نہ دیا کرو، یہ قدر کرنے والی چیز ہے۔

امام بخاریؒ اور علم کی قدر:۔

امام بخاریؒ کے ہاں علم کی قدر تھی۔ جو آج اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عزت عطا فرمائی شرف عطا فرمایا۔ وقت کے حاکم نے کہا تھا کہ گھر آ کر میرے بچوں کو پڑھاؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ علم کی توہین ہے اور میں علم کی توہین نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا، شہر چھوڑنا پڑے گا۔ فرمایا، شہر تو چھوڑ دوں گا مگر کبھی علم کی توہین نہیں کروں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے آج ان کو کیا عزتیں عطا فرمائی ہیں۔

چنبیلی کے پھول کی تعبیر:۔

ایک شخص نے ابن سیرینؒ سے آ کر خواب بیان کیا کہ حضرت! میں نے دیکھا ہے کہ ایک کبوتر ہے اور وہ چنبیلی کے پھول کھا رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کی یہ تعبیر ہے کہ چند علماء کو جلدی موت آ جائے گی۔ چنانچہ اگلے چند دنوں کے اندر اندر بیس بڑے بڑے علماء اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ تو خواب میں چنبیلی کے پھول کو دیکھنا اس کی تعبیر علماء ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ علم والوں کی اپنی شان ہوتی ہے۔ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا یقین ہونا چاہئے محبّت ہونی چاہئے توکل ہونا چاہئے۔

عالم اور جاہل میں فرق:۔

فقہا نے مسئلہ لکھا ہے کہ اگر عالم اور جاہل دونوں ایک وقت میں گرفتار ہو جائیں اور ایک آدمی کو قدرت ایسا اختیار دے کہ وہ دونوں میں سے ایک کو آزاد کروائے تو جاہل کو آزاد کروا لے اس لئے کہ عالم کے اندر دین کی خاطر تکالیف برداشت کرنے کا زیادہ ملکہ ہے، اللہ پر زیادہ توکل ہے، وہ ان تکالیف میں بھی رہے گا تو زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکالے گا۔ ہو سکتا ہے کہ جاہل ان مصیبتوں کی وجہ سے کفر کا کوئی کلمہ زبان سے نکال بیٹھے۔ تو جاہل کو نکلوا لو عالم کو رہنے دو۔

مگر دوسرا مسئلہ یہ لکھا کہ اگر ایک حمام میں یا کسی جگہ ایک عالم نہا رہا تھا اور دوسرے حمام میں جاہل نہا رہا تھا اور کسی نے کپڑے چرا لئے۔ اب دونوں کے بدن پر کپڑے نہیں اور ایک آدمی کے پاس ایک ہی کپڑا ہے تو فرمایا کہ اب دینے والے کو چاہئے کہ وہ عالم کے جسم کو پہلے ڈھانپے اس لئے کہ عالم کی نگاہ شریعت وسنت کی وجہ سے جاہل کے جسم پر نہیں پڑے گی لیکن جاہل کی نگاہ عالم کے جسم پر پڑ سکتی ہے۔ تو علم کے تقاضے ہیں۔ شریعت توقع کرتی ہے اس بات کی کہ جب یہ علم عطا ہو تو اب اس پر عمل بھی ہو۔

علماء امت کا آئینہ:۔

ہارون الرشید علماء کا بڑا قدردان تھا۔ ایک دفعہ علماء بھی بیٹھے تھے کہ شفیق بلخیؒ نے ہارون الرشید کو ایک نصیحت کی، فرمانے لگے کہ دیکھو دریا کا پانی صاف ہوتا ہے۔ تو نہروں میں صاف پانی آیا کرتا ہے اور جب دریاؤں کا پانی گندہ ہوتا ہے۔ تو پھر نہروں میں گندہ پانی آیا کرتا ہے۔ اسی طرح علماء کے دلوں کے اندر اگر دین کی تڑپ ہوگی تو عوام کے دلوں میں بھی یہی چیز منتقل ہوگی اور اگر علماء کے دلوں میں دنیا بسے گی تو عوام الناس سے گلہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

علمائے سوء اور علماء حق کا کردار:۔

امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ حضرت! اس امت کو جب بھی زوال آیا تو کس وجہ سے آئے گا۔ تو فرمایا علماء کی وجہ سے۔ پھر پوچھا کہ حضرت! اس امت کی ڈولتی کشتی کو سہارا کون دے گا۔ تو فرمایا، علما۔ اس نے کہا کہ حضرت، یہ کیا، کہ ڈبوئیں گے بھی علماء اور تیرائیں گے بھی علما۔ فرمایا کہ جو علمائے سوء ہوں گے وہ ڈوبنے کا سبب بنیں گے اور جو علمائے حق ہوں گے وہ کشتی کے تیرنے کا سبب بن جائیں گے۔

گمراہی کے راستے:۔

تو اس لئے عالم وہی جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ اس علم کے ذریعے انسان کو حق کا راستہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے قران پاک میں فرمایا۔

وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ○ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ (فاطر:19-20)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اَعْمٰی سے جاہل مراد ہے اور بصیر سے عالم مراد ہے۔ان سے کسی نے سوال کیا کہ اگر یہ مراد لیں تو ولاالظلمات ولاالنور میں ظلمات کا لفظ تو جمع کا لایا گیا اور نور کا لفظ ایک لایا گیا انہوں نے فرمایا کہ اس لئے کہ گمراہی کے راستے تو کئی ہوتے ہیں اور حق کا راستہ ہمیشہ ایک ہوا کرتا ہے۔

علم اور انبیاء علیھم السّلام:۔

اسی علم کی وجہ سے اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السّلام کو شرف عطا کیا۔دیکھئے سیدنا آدمؑ مسجود ملائکہ بنے اللہ تعالیٰ نے ان کو اسماء کا علم دیا تھا

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرہ:31) تو ان کو اللہ تعالیٰ نے علم الاسماء علم الاشیاء دے دیا تھا جس کی وجہ سے ان کو مسجود ملائکہ بنا دیا گیا تو یہ فضیلت ان کو کس لئے ملی؟ علم کی وجہ سے ملی تھی۔

حضرت سلیمانؑ کو جو اللہ تعالیٰ نے ملکہ بلقیس کے اوپر غلبہ عطا کیا تھا اس کی بنیاد کیا چیز بنی؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی بولی سمجھنے کا علم عطا کیا تھا۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ (النمل:16)

داؤدؑ کو سلطنت کیوں ملی تھی؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک فن دے دیا تھا۔

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ (الانبیاء:80) اور ہم نے ان کو عطا کر دیا تھا زرہ بنانے کا علم

وہ کڑیوں کو ایک ترتیب کے ساتھ جوڑتے چلے جاتے تھے۔حضرت یوسفؑ کو جو جیل سے نجات ملی

تھی وہ ان کے علم کے وجہ سے تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تاویل رویاء کا علم دیا تھا۔ یہ بھی ایک علم ہے۔ دو بندوں نے خواب دیکھا تھا انہوں نے تاویل کی تھی اور ان میں ایک ان کی رہائی کا سبب بن گیا۔

عَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ (یوسف:101)

تکوینی علوم میں حضرت خضر علیہ السّلام کی فضیلت:۔

بلکہ ایک غیر نبی ولی ایک نبی کے استاد بننے کا شرف پا گئے۔ علم شریعت میں نہیں بلکہ علم لدنی یعنی تکوینی علوم میں۔ کچھ تشریعی علوم ہیں جن کو ہم شریعت کہتے ہیں اور ایک اس نظام کائنات کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی سرکاری جماعت ہوتی ہے فرشتوں کی اور بندوں کی جو کام کر رہی ہوتی ہے جیسے آپ تو یہاں مجمع میں بیٹھے ہیں اور ایک خدمت کی جماعت لگی ہوئی ہے کوئی روٹی پکا رہا ہے اور کوئی پانی لا رہا ہے۔ مگر مزے کی بات یہ ہے کہ اگر دل میں یہ رہا کہ چائے نہ ملی تو کیا بنے گا اللہ تعالیٰ آپ کو چائے تو دے دیں گے مگر باطن کی نعمت سے اللہ تعالیٰ آپ کو محروم کر کے بھیج دیں گے۔ اپنے مقصود کو ٹھیک رکھیں اگر سونا تھا تو گھر میں بستر بڑے نرم تھے، اگر کھانا تھا تو گھر میں بیوی کے ہاتھوں کا پکا کھانا بڑا اچھا تھا۔ گھر میں چائے بڑی اچھی ملتی تھی۔ ہر سہولت گھر میں تھی مگر یہاں تو آپ اور کسی مقصد کے لئے آئے تھے۔ اور وہ ہے اللہ رب العزت کی رضا۔ اب خدمت کی جماعت دن رات لگی ہوئی ہے خدمت کرنے میں اگر کوئی کمی کوتاہی ہو جائے تو صرف نظر کریں بلکہ ان کے لئے دعا کریں کیونکہ وہ اپنے دن رات لگا کر آپ کے لئے یہاں اطمینان سکون سے بیٹھنا آسان بنا رہے ہیں۔ شیطان کئی دفعہ غلطی کروا دیتا ہے۔

اس لئے مقصود سامنے رہے۔ ہم چائے کے لئے نہیں چاؤ کے لئے آئے ہیں۔ چاؤ کسے کہتے ہیں محبّت کو۔ تو یہاں چائے کے لئے نہیں آئے چاؤ کے لئے آئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا چاؤ نصیب فرما دے اپنی

محبّت عطا فرما دے۔

تو ایک ولی کو اللہ تعالیٰ نے ایک نبیؑ کے استاد ہونے کا شرف عطا کیا۔ وہ ولی کون تھے؟ حضرت خضر حضرت موسیٰؑ کو ان کے پاس بھیجا گیا۔

فَوَجَدَا عَبۡدًا مِّنۡ عِبَادِنَاۤ اٰتَيۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا۔(الکھف:65)

اللہ تعالیٰ نے انہیں علم لدنی عطا کیا تھا۔

دو بوڑھوں میں محبّت الٰہی:۔

ہمارے حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کی خانقاہ پر بچھانے کے لئے دستر خوان نہیں ہوتا تھا، کبھی روٹی خشک پانی کے ساتھ کھا لیتے، کبھی لسی کے ساتھ کھا لیتے، کبھی گڑ مل جاتا تو اس دن سالکین کی عید ہوتی تھی کہ آج ہمیں گڑ سے روٹی کھانے کا موقع نصیب ہو گیا۔ انہوں نے اس حال میں اللہ اللہ سیکھا۔ مگر اس قربانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے میں ایسی محبّت بھر دی تھی کہ ایک مرتبہ مجمع میں دو بوڑھے بیٹھے آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ایک نے اس کا گریبان پکڑا دوسرے نے اس کا پکڑا۔ یہ اس کے لگا رہا ہے وہ اس کے لگا رہا ہے۔ ایک آدمی نے کہا کہ یہ دونوں ذاکر شاغل ہیں، کیوں لڑ رہے ہیں۔ تو جب قریب ہو کر دیکھا تو پتہ چلا کہ دونوں پر ایک حال اور محبّت کی کیفیت تھی ان میں سے ایک نے کہہ دیا ''اللہ میڈا ہے'' یعنی اللہ میرا ہے۔ اب دوسرے کو غیرت آئی وہ اس کا گریبان پکڑ کر جھنجوڑتا ہے کہ نہیں اللہ میرا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اللہ میرا، وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا ہے اس بات پر دونوں جھگڑ رہے ہیں۔ اور دونوں ہی جانتے تھے کہ اللہ ان دونوں کا تھا۔ تو مجاہدوں سے سیکھتے تھے تو محبّت ایسی ہوتی تھی کہ دل کہتا تھا کہ اللہ میرا ہے بس۔

اولوالعلم میں عوام الناس کو داخل کرنا:۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ روز محشر اللہ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کو فرمائیں گے کہ اے میرے محبوب! اپنی امت کے علما کو بلا لیجئے تو نبی اکرم ﷺ پوری امت کو بلا لیں گے۔ جب پوری امت کو بلائیں گے تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے، اے میرے محبوب ﷺ! میں نے تو کہا تھا کہ آپ علما کو بلائیں اور آپ نے پوری امت کو بلا لیا۔ نبی اکرم ﷺ عرض کریں گے، اے اللہ! آپ نے میری امت کے ہر فرد کے علم کی گواہی خود دی ہوئی ہے۔ پوچھیں گے میرے محبوب! وہ کیسے؟ تو آپ ﷺ قرآن کی آیت پڑھیں گے

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ (ال عمران:18)

کہ جس بندے نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا یہ کہنے والے کون ہوتے ہیں یہ اولوالعلم ہوتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی پوری امت کو علماء میں شامل فرما لیں گے۔

تیسری بڑی نعمت:۔

علم ہو مگر ادب نہ ہو تو رنگ نہیں چڑھتا، سینہ روشن نہیں ہوتا۔ انسان ضرب یضرب کی گردانیں کرتا رہتا ہے۔ اور اس کو پتہ نہیں ہوتا کہ شیطان مجھ کو مکے مار رہا ہوتا ہے۔ اس کو نہیں پتہ ہوتا کہ شیطان مجھے کہاں کہاں بھٹکا رہا ہے وہ اپنی خواہشات پر عمل کرتا ہے اور خواہشات کو بھی دین کا رنگ دینے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت اقدس تھانویؒ کا ارشاد:۔

اس لئے حضرت اقدس تھانویؒ نے فرمایا کہ عالم کا شیطان بھی عالم اور مفتی کا شیطان بھی مفتی ہوتا ہے۔

بڑی تاویلیں سکھاتا ہے جاہل گناہ کرے گا تو احساس ندامت کے ساتھ کرے گا لیکن عالم گناہ کرے گا تو کسی تاویل کے ساتھ، جس کی وجہ سے پھر توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی۔

اس لئے جہاں فضائل بہت ہوتے ہیں وہاں پھر احتیاط بھی بڑی کرنی پڑتی ہے۔ ہیرے اور موتی کی قیمت بڑی ہوتی ہے اس لئے کتنا احتیاط سے رکھتے ہیں کہ جی یہ کرسٹل کی بنی ہوئی چیز ہے احتیاط سے رکھیں۔ تو جہاں فضائل بڑے ہوں تو وہاں پر تقاضے بھی بڑے ہوں گے۔ تو علم انسان حاصل کرے عمل کی خاطر اور عمل کے ساتھ ادب بھی اللہ رب العزت سے مانگے۔ یہ تیسری بڑی نعمت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ادب:۔

اگر کسی انسان کے اندر علم کی کمی ہوگی تو وہ ادب سے پوری ہو جائے گی مگر ادب کی کمی علم کی وجہ سے پوری نہیں ہوا کرتی۔ اللہ تعالیٰ بے ادبی معاف نہیں فرماتے۔ بڑے غیور ہیں ادب کا اللہ تعالیٰ اتنا لحاظ فرماتے ہیں کہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا احادیث لکھ رہا تھا قلم نہیں چل رہا تھا تو میں نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے اس قلم کو ذرا درست کیا تو سیاہی لگ گئی۔ اسی حال میں مجھے تقاضا محسوس ہوا بیت الخلاء جانے کا۔ جب میں وہاں بیٹھنے لگا تو بیٹھتے ہی میری نظر انگوٹھے پر پڑی تو میں نے سیاہی دیکھی تو دل میں خیال آیا کہ اگر تقاضے سے فارغ ہوا تو ہاتھ دھوئیں گے اور پانی کی وجہ سے یہ سیاہی جو میں لکھنے میں استعمال کرتا ہوں اس گندے پانی میں شامل ہو جائے گی جو کہ ادب کے خلاف ہے۔ میں نے تقاضے کو دبایا اور بیت الخلاء سے باہر آیا اور آ کر میں نے سیاہی کو صاف جگہ پر دھویا۔ جیسے ہی دھویا اسی وقت الہام ہوا کہ احمد سرہندی! ہم نے جہنّم کی آگ کو تیرے اوپر حرام کر دیا۔ تو علم بھی ہو ادب بھی ہو پھر نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہوا کرتا ہے۔

قبلہ رخ بیٹھنے کی فضیلت:۔

میں نے ایک کتاب میں واقعہ پڑھا کہ ایک دوست فرماتے تھے کہ میرے دو طالبعلم تھے اور دونوں قرآن پاک یاد کرنے والے تھے۔ ایک کی نشست ایسی تھی کہ اس کا رخ قبلہ کی طرف تھا اور دوسرے کی پیٹھ قبلے کی طرف تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس کا رخ قبلے کی طرف ہوتا تھا وہ دوسرے سے ایک سال قبل قرآن پاک کا حافظ بن گیا۔ اسی لئے ہمارے مشائخ بھی اپنے رخ کو قبلے کی طرف رکھنے کا التزام فرمایا کرتے تھے۔ ہر جگہ ممکن نہیں ہوتا لیکن جہاں ممکن ہو انسان کوشش کرے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور ادب:۔

مفتی ہند حضرت مفتی کفایت اللہؒ نے ایک مرتبہ طلباء سے پوچھا کہ بتاؤ انور شاہ کشمیریؒ انور شاہ کشمیری کیسے بنے؟ اب جس کو تفسیر کے ساتھ زیادہ شغف تھا اس نے کہا کہ بڑے مفسّر تھے۔ جس کو حدیث پاک کے ساتھ زیادہ شغف تھا اس نے کہا کہ محدث تھے۔ جن کو اشعار کے ساتھ زیادہ دلچسپی تھی اس نے کہا کہ ان کا کلام بڑا اعلیٰ تھا۔ حضرت خاموش رہے۔ طلباء نے کہا کہ حضرت! آپ بتا دیجئے۔ انہوں نے فرمایا، میں کیا بتاؤں یہ سوال خود ان سے پوچھا گیا کہ حضرت! آپ انور شاہ کشمیری کیسے بنے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم کے اور کتابوں کے ادب کی وجہ سے علامہ انور شاہ کشمیری بنا دیا۔ اور ادب کتنا فرماتے تھے کہ اگر حدیث پاک کی کتاب پڑی ہے اور مطالعہ کر رہے ہیں اور حاشیہ پڑھ رہے ہیں تو حاشیہ کا رخ بدل کر اور خود بیٹھ کر حاشیہ کو نہیں بدلتے تھے بلکہ اٹھ کر دوسری طرف آتے اور پھر حاشیہ کا مطالعہ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے کبھی کسی کتاب کو بے وضو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ حدیث کی کتاب کو بھی بے وضو ہاتھ نہیں لگاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں کتابوں کے رکھنے میں بھی خیال کرتا تھا۔ کبھی میں نے قرآن پاک کے اوپر تفسیر نہیں رکھی، تفسیر کے اوپر حدیث کی کتاب نہیں رکھی، حدیث کی کتاب کے اوپر فقہ کی کتاب نہیں رکھی، فقہ کی کتاب کے اوپر میں نے تاریخ کی کتاب نہیں رکھی

۔ میں کتابوں کے رکھنے میں بھی ان کے درجات کا خیال رکھتا تھا اس ادب کی وجہ سے پروردگار نے قبولیت عطا فرمائی۔

جادوگر اور ادب:۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مقابلے میں ستر ہزار جادوگر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان لانے کی توفیق عطا کر دی۔ چند لمحے پہلے کافر تھے اور چند لمحے بعد سجدے میں گر گئے اور مؤمن بن گئے۔ کیا وجہ تھی ؟اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے اندر ادب تھا ایک تو وقت کے نبیؑ کے ساتھ مشابہت اختیار کی تھی اور دوسری وجہ کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ مقابلہ سے پہلے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا تھا کہ کیا کریں۔ ان میں ایک اندھا جادوگر تھا اس نے کہا کہ بھئی دیکھو دو صورتیں ہیں۔ یا تو ہمارا مدمقابل واقعی سچا ہے اور اللہ کا نبی ہے یا پھر ہماری طرح جادوگر ہے۔ لہذا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ تم اس کا ادب کرو۔ اگر ادب کریں گے اور وہ جادوگر ہوا اور ہم غالب آ گئے تو ہمیں نقصان کوئی نہیں۔ اور اگر وہ ہم پر غالب آ گیا تو ہم نے چونکہ اس کا ادب کیا ہوگا اس لئے اس کا ادب ہمارے لئے فائدہ اور نفع کا سبب بن جائے گا۔ انہوں نے پوچھا کہ ہم اس کا کیا ادب کریں؟ اس اندھے نے مشورہ دیا، اللہ تعالیٰ نے اسے باطن میں روشنی دے دی ہوگی۔ اس نے کہا کہ ادب یہ ہے کہ تم مقابلہ کرنے سے پہلے پوچھ لینا کہ جناب آپ پہلے ڈالنا چاہتے ہیں اپنی کسی چیز کو یا ہم ڈال کر دکھائیں۔ یہ جو ہم پوچھیں گے ہمارا یہ پوچھنا اذن اور ادب بن جائے گا اور اس ادب کی وجہ سے ہمیں نفع ملے گا اور واقعی جب انہوں نے

اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ (یونس: 80) کہا تو واقعی اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرما دی کہ اللہ تعالیٰ نے اس ادب کی وجہ سے ایمان کی دولت نصیب فرما دی۔

ہمارے سجدوں کی کیفیت:۔

اب یہاں ایک نکتہ ہے کہ ان جادوگروں نے ایک سجدہ کیا تھا اور اس ایک سجدے سے وہ اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب پا گئے تھے کہ ان کے ایمان کی بشارتیں خوشخبریاں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دیں۔ اے مؤمن! تو دن میں چالیس سجدے کرتا ہے تو تجھے اللہ تعالیٰ کا قرب کیوں حاصل نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ ہمارے سجدے کی وہ کیفیت نہیں ہے ان کا ایک سجدہ ہماری زندگی کے ان سجدوں سے زیادہ بہتر تھا اس لئے وہ زیادہ قرب کا مقام پا گئے۔ تو سجدہ کریں اس محبّت کے ساتھ کہ سجدے میں بھی مزہ آئے اور کیفیت یہ ہو کہ

وَاِلٰهِیْ سَجَدَ لَكَ سَوَادِیْ وَخَیَالِیْ اللہ! میرا جسم، میری جان، میری روح تجھے سجدے کر رہی ہے۔

ایسے سجدے کا مزہ آتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ اور ادب:۔

علمانے تفسیر میں ایک نکتہ لکھا ہے۔ طلباء کے لئے سمجھنا آسان ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب موسیٰؑ کی قوم نے کہا تھا کہ آج ہم مارے گئے۔ پکڑے گئے تو حضرت موسیٰؑ نے جلدی میں جواب دیا تھا کہ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (الشعرآء:62) اللہ رب العزت میرے ساتھ ہے اور وہ رہنمائی فرمائے گا۔ نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی میں سیدنا صدیق اکبرؓ گھبرائے تھے کہ کفار کہیں نبی علیہ الصلوۃ والسّلام کو دیکھ نہ لیں اور تکلیف نہ پہنچائیں۔ اپنی گھبراہٹ نہیں تھی محبوب کے لئے گھبراہٹ تھی۔ تو محبوب ﷺ نے کیا فرمایا تھا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ:40) اب یہاں مفسّرین نے نکتہ لکھا کہ موسیٰؑ کی زبان سے نکل گیا تھا اِنَّ

مَعِيَ رَبِّيْ (الشعرآء:62) انہوں نے معی کا لفظ پہلے کہہ دیا اور ربی کا لفظ بعد میں کہا تھا جب کہ نبی اکرم ﷺ نے اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ:40) میں اللہ کا لفظ پہلے لیا تھا معنا کا لفظ بعد میں لیا اس لئے اللہ رب العزت نے موسیٰؑ کی امت کے لئے شرک کے لئے راستہ پھر بھی کھلا رکھا کہ بعد میں وہ شرک میں مبتلا ہو گئے تھے اور نبی اکرم ﷺ نے اللہ کے نام کو مقدم کیا اس لئے اللہ نے آپ کی امت پر شرک کے دروازوں کو بند کر دیا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد اس جگہ اور اس شہر میں شیطان کی عبادت قیامت تک کبھی نہیں ہوگی۔

ایک عجیب واقعہ:۔

ایک کتاب میں اس عاجز نے ایک عجیب واقعہ پڑھا۔ ایک خطیب خوش نویس اور کاتب تھے جو قرآن پاک لکھا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنا مشاہدہ بیان کیا۔ وہ کہنے لگے کہ میں جب بھی قرآن پاک لکھتا تھا تو ہر دفعہ لکھنے کے لئے جب میں قلم اٹھاتا تو کوئی نہ کوئی مکھی قلم کے ساتھ آ کر سیاہی چوسنے کے لے بیٹھتی۔ وہ فرمانے لگے کہ میں نے ساٹھ قرآن پاک شروع سے لے کر آخر تک لکھے۔ لیکن ایک بات میرے مشاہدہ میں آئی کہ قرآن پاک کی ہر آیت پر سیاہی میں سے مکھی نے حصہ لیا لیکن جب میں یہ آیت لکھتا تھا

وَلَا تَقْرَبُوْا مَا لَ الْيَتِيْمِ (بنیٓ اسرآئیل:34) اموال یتیم کے قریب بھی نہ جاؤ۔ جب میں اس کے لئے سیاہی لیتا تھا تو ساٹھ قرآن پاک لکھتے ہوئے کبھی مکھی نے اس میں سے حصہ نہ لیا۔ اللہ رب العزت کے اس حکم کا ایک مکھی جیسے جاندار میں بھی اتنا ادب حالانکہ یہ حکم انسانوں کو ہو رہا ہے لیکن اس کو لکھنے کے لئے جو سیاہی لی جا رہی ہے مکھی بھی اس سیاہی کو چوسنا پسند نہیں کرتی۔

ادب حاصل کرنے کا طریقہ:۔

انسان ادب خود بخود نہیں سیکھ سکتا بلکہ کسی کی صحبت میں آ کر، کسی کے پاس بیٹھ کر، کسی کی ڈانٹ کھا کر اور تربیت پا کر پھر انسان کو یہ حاصل ہوتا ہے۔تو آپ جو اجتماع میں تشریف لائے تو اس لئے نہیں آئے کہ آپ کی تعریفیں کی جائیں بلکہ اس لئے آئے کہ آپ کی اصلاح کی جائے۔تو اصلاح کے لئے محبّت پیار بھی ہوتا اور ڈانٹ ڈپٹ بھی ہوتی ہے۔اور اس سے انسان کو ادب ملتا ہے۔تو اللہ رب العزت سے جہاں اور دعائیں مانگیں تو وہاں یہ بھی دعا مانگئے عجیب بات ہے کہ آج کے دور میں یہ دعا مانگنے والے بھی کم ہیں کہ اے اللہ! ہمیں ادب سکھا اور ادب عطا فرما۔نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا۔

اَدِّبُوا النَّفْسَ اَیُّهَا الْاَصْحَابُ	طَرِیْقُ الْعِشْقِ کُلُّهَا اٰدَابُ

اے دوستو! اپنے نفوس کو ادب سکھاؤ اس لئے کہ عشق کے جتنے بھی راستے ہیں وہ سب آداب ہی ہیں۔

خشیت الٰہی کسے کہتے ہیں:۔

جب یہ تین چیزیں مل جائیں عقل سلیم بھی علم نافع بھی اور عمل بھی تو پھر ان کا مجموعہ خشیت الٰہی کہلاتا ہے۔اسی لئے قرآن پاک کی جو آیت پڑھی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:28) اس میں خشیت سے مراد یہی ہے۔خشیت دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔جس کی وجہ سے انسان اللہ رب العزت کی محبّت میں اعمال کرتا ہے اور اس کے دل میں ہر وقت یہ استحضار رہتا ہے کہ میں نے قیامت کے دن اپنے رب کو جواب دینا ہے۔میں نے اپنے رب سے ملاقات کرنی ہے اور ملاقات کا دن جب اسے یاد ہوتا ہے تو پھر وہ کوئی چھوٹا کام بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف کر نہیں سکتا ۔

معیت الٰہی:۔

دیکھیں ایک ہوتا ہے کسی چیز کا پتہ ہونا علم ہونا اور ایک ہوتا ہے اس چیز کا استحضار ہونا یعنی وہ چیز حاضر ہونا طبیعت میں یہ جو استحضار ہے یہ ہر وقت نہیں رہتا۔ اس کی مثال سمجھ لیجئے کہ ایک آدمی اگر ڈاکٹر کے پاس بیٹھا کام کر رہا ہے اور سر میں درد ہے تو ہر بندہ کہے گا کہ جی دوائی لے لو اور اگر وہی بندہ علماء کی محفل میں بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ جی سر میں درد ہو رہا ہے تو آپ کہیں گے کہ جی دم کروالو۔ یہاں دم کا خیال آیا اور وہاں گولی کا خیال۔ جیسا ماحول تھا سوچ ویسی غالب آجاتی ہے۔ تو استحضار ہونا کسی چیز کا یہ ایک عجیب چیز ہے۔ اب کس کو نہیں پتہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاں تین ہوتے ہیں تو چوتھا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور جہاں چار ہوتے ہیں وہاں وہ پانچواں ہوتا ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ (الحدید:4) وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں کہیں ہوتے ہو۔ علمی اعتبار سے ہر بندے کو اس کا پتہ ہوگا لیکن اس کا استحضار کسی کسی کو حاصل ہوگا۔ تو معلوم ہوا علم کوئی اور چیز ہے اس کا ہر وقت استحضار رہنا اور چیز ہے۔ یہاں جو ذکر کے لئے آتے ہیں وہ اس لئے کہ ہمیں اس علم کا استحضار حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی اس معیت کا استحضار حاصل ہو جائے۔ ہر وقت ہماری یہ کیفیت رہے۔ اور جو تخلیہ میں بیٹھ کر ذکر کرواتے ہیں اور ضربیں لگواتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہی ہے۔

مریم علیہا السّلام اور معیت الٰہی:۔

ایک دلیل سن لیجئے۔ حضرت زکریاؑ اللہ رب العزت کے پیغمبر ہیں آپؑ تبلیغ کے لئے چلے گئے۔ پیچھے بی بی مریمؑ اکیلی تھیں۔ وقت زیادہ لگ گیا آپؑ کے دل میں خیال آیا کہ کہیں کھانے کی چیزیں کم نہ ہو گئی ہوں اس لئے واپس تشریف لائے اور جلدی سے محراب میں داخل ہوئے

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا (ال عمرٰن: 37) جب داخل ہوئے تو دیکھا کہ مریم کے پاس بے موسم کے پھل پڑے ہیں حیران ہو گئے چونکہ عالم اسباب میں محنت کرتے آئے تھے، لوگوں سے ملتے آئے تھے تو سوچ بھی اسباب کے مطابق تھی۔ تو پوچھا أَنّٰى لَكِ هٰذَا (ال عمرٰن: 37) مریم تجھے یہ پھل کہاں سے مل گئے۔ مریم چونکہ تخلیہ کی حالت میں تھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تار جڑی ہوئی تھی، توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف تھی۔ تو مریم نے فوراً جواب دے دیا کہ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (ال عمرٰن:: 37) کہنے لگی یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب کے رزق دیتا ہے۔ اب جب اس نے یہ بات کی تو حضرت زکریاؑ کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی تو آپ کے دل میں بات آئی اے اللہ آپ اگر مریم کو بے موسم کے پھل دے سکتے ہیں تو اس بڑھاپے میں کیا مجھے آپ بیٹا عطا نہیں فرما سکتے۔ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ج قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ج إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (ال عمرٰن: 38) انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے بیٹا عطا فرما فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ (ال عمرٰن: 39) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے سے خوشخبری دے دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرما دیا۔ تو حضرت زکریاؑ کا دھیان اسباب کی طرف گیا اور یہ کوئی بری چیز نہیں انسان کی طبیعت پر اسباب کا ماحول کا اثر ہوتا ہے۔

انبیاء کرامؑ پر اسباب کا اثر:۔

حضرت موسیٰؑ وقت کے نبی ہیں لیکن اژدھا کو دیکھا تو خوف طاری ہو گیا۔ یہ مقام نبوت کے منافی نہیں ہوا کرتیں بلکہ طبعی چیزیں ہوتی ہے۔ وقت کے نبی ہیں اور جا رہے ہیں اور دعائیں مانگ رہیں ہیں۔

رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (القصص: 21) اب یہ کوئی مقام توکل کے منافی بات نہیں ہے یہ ایک طبعی چیز ہے فطری چیز ہے۔ اس لئے شعیبؑ نے ان کو تسلّی دی نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (القصص: 25) بہرحال اسباب کے اثرات ہوتے ہیں۔ ہم عالم اسباب میں زندگی گزارتے ہیں اس لئے ہم پر بھی اثرات ہوتے ہیں۔

مولانا الیاسؒ کا ارشاد:۔

اس لئے مولانا الیاسؒ نے فرمایا تم ایک چھٹانک محنت اگر مخلوق پر کرو تو ایک من محنت اپنے اور اللہ تعالیٰ کے تعلّق پر کیا کرو۔ اور جب کبھی باہر وقت لگانے جاتے تھے تو واپس آ کر اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ وہ اعتکاف کیا چیز تھی؟ وہی اعتکاف ہم خانقاہوں میں بٹھاتے ہیں۔ اس سے توجہ الی اللہ بنتی ہے۔

اس لئے علماء کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ دعوت و تبلیغ کا کام کرتے ہیں تو وہ اپنی بیٹری کو چارج رکھنے کے لئے روزانہ کچھ وقت تخلیہ میں اپنے رب کے ساتھ گزارا کریں۔ تب اپنی بیٹری چارج رہے گی ورنہ ڈسچارج ہو جائے گی۔

مریم علیہا السّلام پر اسباب کا اثر:۔

وہ مریمؑ جو تخلیہ میں وقت گزار رہی تھی۔ اور جس کا یقین اللہ تعالیٰ کے ساتھ کامل تھا۔ اب اسی مریمؑ نے جب خود گھر کی زندگی گزارنی شروع کر دی تو ان کا اپنا کیا حال بنا کہ جب غسل کرنے کے لئے مشرق کی جانب گئیں تو جبریلؑ پہنچ گئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (مریم: 17) اور وہ ایک بھرپور انسان کی شکل میں اس کے پاس پہنچے۔ اب جب بی بی مریمؑ نے دیکھا کہ ایک غیر مرد ہے تو فوراً ڈر گئیں اور کہنے لگیں کہ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ

مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا (مریم:18) میں تجھ سے اللہ رب العزت کی پناہ مانگتی ہوں کہ تجھ سے میری حفاظت فرمائے۔ تیرے چہرے سے تو تقویٰ ظاہر ہوتا ہے۔ جب جبریلؑ نے دیکھا کہ ڈر گئی ہیں تو انہوں نے کہا اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّكِ (مریم:19) میں آپ کے رب کا بھیجا ہوا نمائندہ ہوں لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (مریم:19) تا کہ تجھے ستھرا بیٹا دے۔ نیک بیٹا ملے۔ اب مریم اور پریشان ہوگئی کہ اس کا آنا ایک مصیبت تھی اس کا اگلی بات کہنا اس سے بڑی مصیبت کہ میں تو ابھی شادی شدہ نہیں تو میرا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے۔ مریمؑ چونکہ اسباب کی زندگی گزار رہی تھیں اس لئے وہ جانتی تھیں کہ بیٹا پیدا ہونے کے دو سبب ہو سکتے ہیں یا تو نکاح کے ذریعے سے یا زنا کے ذریعے سے۔ اور یہ دونوں سبب موجود نہیں تو فرمانے لگیں کہ میرا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے تو اب وہ مریم کہتی ہے کہ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ غُلٰمٌ (مریم:20) میرے بیٹا کیسے ہوسکتا ہے وَّلَمۡ يَمۡسَسۡنِىۡ بَشَرٌ (مریم:20) نہ مجھے کسی بشر نے چھوا یعنی نکاح نہیں ہوا وَّلَمۡ اَكُ بَغِيًّا (مریم:20) اور نہ میں نے کوئی برائی کا کام کیا۔ یعنی زنا کی مرتکب ہوئی دونوں باتیں نہیں دونوں سبب نہیں پائے جاتے میرا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے۔ قَالَ كَذٰلِكِ (مریم:21) فرمایا کہ ایسا ہی ہے۔ فرشتے نے مہر لگا دی کہ مریم جیسے آپ کہہ رہی ہیں آپ ایسی ہی پاک دامن ہیں نہ کوئی نکاح ہوا نہ کوئی گناہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پاک دامنی کی زندگی عطا کر دی۔ قرآن نے پاک نے كَذٰلِكَ کی مہر لگا دی مگر ساتھ کہا قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ (مریم:21) فرمایا تیرے پروردگار نے کہ میرے لئے آسان ہے۔ تو جبریلؑ نے اس وقت یہ کہا کہ یہ بیٹا کسی زلفوں والی سرکار نے نہیں دینا، یہ رب پروردگار نے دینا ہے۔ تو اب دیکھئے کہ جو بے موسم کے پھل کھاتی تھی جب گھر کی زندگی گزاری تو اپنی توجہ اسباب کی طرف پلٹ آئی۔ تو قرآن پاک سے دلائل ملے۔ اسی لئے فرماتے ہیں کہ ہر عالم

کے لئے تخلیہ کا اختیار کرنا لازمی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو کیا فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ○ (الانشراح: 8-7)

اللہ سے لو لگا لو:۔

اب یہ رب کی طرف رغبت کے لئے وقت کیوں نہیں نکالتے اسی کو تو ہم معمولات اور تخلیہ کہتے ہیں اسی کے لئے وقت مانگتے ہیں۔ کہ روزانہ کچھ وقت فارغ کر لو نبی علیہ السّلام فرماتے تھے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ کہ میرا اللہ کے ساتھ ایک وقت ہوتا ہے کہ جب کوئی نبی مرسل اور ملائکہ کو وہاں پر دخل کی اجازت نہیں ہوتی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا وقت گزارا کرتے تھے ہم بھی ایسا وقت گزاریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تار جوڑ کر بیٹھا کریں محبّت سے یاد کیا کریں ارے جاہل یاد کرتا ہے جہالت کی باتیں کر کے اس کی جہالت کی باتیں اللہ کو پسند آتی ہیں اور حضرت موسیٰؑ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کی تاریکیوں کاٹی

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی

اگر جاہل کا تخلیہ میں بیٹھ کر اللہ سے لو لگانا اتنا پسند آیا، اگر کوئی صاحب علم بیٹھ کر اللہ سے لو لگائے گا تو اللہ تعالیٰ کو کتنا پسند آئے گا۔

تو ہم دن کا کچھ وقت اپنے لئے فارغ کر لیں تہجّد کا وقت بہترین وقت ہے جب دنیا سوئی ہوئی ہوتی ہے اس وقت اٹھیں اور نوافل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے لو لگا کر بیٹھیں پھر بیٹھے بیٹھے دل کی کیفیت کیا بنے گی کہ کہ مجھ کو اپنا ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے

کہ مجھ کو اپنا ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے بیٹھا ہوں مست ہو کے تمہارے جمال میں

تاروں سے پوچھ لو میری روداد زندگی راتوں کو جاگتا ہوں تمہارے خیال میں

پھر دیکھنا اللہ رب العزت کی طرف سے کیسی رحمتیں آتی ہیں پھر عشق الٰہی ملے گا۔ محبّت کی شراب پلائی

جائے گی، پھر دل کے اندر سوز پیدا کر دیا جائے گا اور یہ سوز آپ کو تڑپائے گا۔شاعر نے کہا تھا

لطف مے تجھ سے کیا کہوں اے زاہد!

ہائے کمبخت تو نے پی نہیں

تو میں اس کو بدلتا ہوں

لطف مے تجھ سے کیا کہوں اے زاہد! ہائے کمبخت تو نے پی نہیں

کبھی مے کا لطف پا لیتے تو پھر دیکھتے بات کیا بنتی ۔یہ دلوں کو ایسا تڑپاتی ہے جیسے اندر کوئی الارم اللہ نے فٹ کر دیا ہو خود بخود آنکھ کھلتی ہے۔

لطف مے تجھ سے کیا کہوں اے دوست! ہائے بے علم تو نے پی ہی نہیں

دو نمبر مجنوں:۔

اور آج پوچھیں کہ جی معمولات کرتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ جی وقت نہیں ملتا یہ تو ایسا ہی ہے کہ مجنوں صاحب سے پوچھیں کہ لیلیٰ کو یاد کرتے ہو تو وہ کہے کہ وقت نہیں ملتا۔عجیب بات ہے کہ مجنوں کو لیلیٰ کو یاد کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ آج ویسے تو ہر چیز تو تھی ہی نمبر دو، مجنوں بھی نمبر دو ہو گئے۔کئی ویسے تو سالک ہیں لیکن معمولات کا وقت نہیں ملتا اور پھر کہتے ہیں کہ جی حضرت جی اثر ہی نہیں ہوتا اتنے سال سے بیعت ہیں۔اس کے کچھ تقاضے ہیں انہیں پورے کر دیجئے پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ دلوں کی حالت کو بدلتے کیسے ہیں۔

خشیت الٰہی لقائے الٰہی کا استحضار:۔

تو خشیت الٰہی ایک دل کی کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان ہر وقت یہ محسوس کرتا ہے کہ میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوں مجھے قیامت کے دن رب کے سامنے پیش ہونا ہے۔ مجھے اپنے رب کو جواب

دینا ہے۔اس لئے قرآن پاک میں جو خشیت کی تعریف کی گئی وہ کیا تھی۔فرمایا یہ نماز بھاری ہے سوائے ان لوگوں کے جن لوگوں کے دل میں خشیت ہوتی ہے اور خشیت کن لوگوں کے دلوں میں ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ:46) وہ لوگ جو یہ یقین کرتے ہیں انہوں نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے اور انہوں نے اپنے رب کی طرف لوٹ کے جانا ہے۔

سلف صالحین میں خشیت الٰہی:۔

ہمارے سلف صالحین میں یہ خشیت الٰہی کیسی تھی۔سبحان اللہ۔

مولانا حسین علیؒ اور خشیت الٰہی:۔

ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں والے۔حضرت خواجہ سراج الدینؒ سے خلافت پائی۔حالانکہ حضرت خواجہ سراج الدینؒ ان کے شاگرد تھے۔ان سے پڑھتے تھے یہ بھی خلوص دیکھئے ہمارے اکابر میں اخلاص کی اس سے بڑی کیا مثال ہوگی کہ جس کو کتابیں پڑھا رہے ہیں خود اسی سے بیعت ہو رہے ہیں سلوک سیکھنے کے لئے۔اکابر کے اصاغر سے فیض پانے کی بہترین مثال اس دور میں اس سے بڑی نہیں مل سکتی۔ان سے خلافت پائی لیکن اللہ تعالیٰ نے مقام بڑا دیا تھا حضرت رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگرد تھے، بڑی نسبت تھی، بڑے بھاری عالم تھے۔لیکن جب ان کا آخری وقت آیا تو حضرت کی یہ کیفیت تھی کہ جو بھی ان سے ملنے آتا وہ اس سے مصافحہ کرتے اور مصافحہ کرکے حال احوال پوچھتے اور حال احوال پوچھنے کے بعد فرماتے کہ دیکھو! میرا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے، آپ نے بھی تیاری کرنی ہوگی میں نے بھی تیاری کرنی ہے، اچھا پھر ملیں گے اور رخصت کر دیتے۔پھر دوسرا آتا ملاقات کرتے اس کا حال پوچھتے اور پھر یہی فرماتے میرا اللہ تعالیٰ سے

ملاقات کا وقت قریب ہے میں نے بھی تیاری کرنی ہے آپ نے بھی تیاری کرنی ہوگی اچھا پھر ملیں گے کئی مہینے ان کا یہی معمول رہا۔شوق اور اشتیاق اتنا بڑھ گیا تھا۔سبحان اللہ، جب کوئی پرندے کو آزاد کرنے لگے نا اور پرندہ دیکھے کہ دروازہ کھلنے لگا ہے تو پرندہ پھڑکتا ہے۔ایسی ان کی کیفیت تھی حالت تھی کہ میرا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ہم نے کبھی اس انداز سے سوچا کہ میرا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔

آخرت کا جہیز:۔

دیکھیں ایک ماں جس دن بیٹی کو جنم دیتی ہے تو اس دن سے سوچنا شروع کر دیتی ہے کہ میں نے بیٹی کے لئے جہیز بنانا ہے، ایک دن اس کی شادی کرنی ہے۔اور کئی عورتیں تو ساری زندگی جہیز بناتی ہیں کیوں کہ اگر بیٹی جہیز کے بغیر خاوند کے پاس چلی گئی تو خاوند کے پاس اس کو عزت نہیں ملے گی۔اے ماں! تیری بیٹی کھلونوں میں کھیل رہی ہے اور تو اس بیٹی کا جہیز تیار کرتی پھر رہی ہے اور تو سوچتی ہے کہ جب بڑی ہو کر شادی ہوگی خاوند کے پاس بغیر جہیز کے جائے گی تو اسے عزت نہیں ملے گی، اپنے بارے میں کیوں نہیں سوچتی تیرے بال سفید ہو گئے، قبر میں تیری ٹانگیں پہنچ گئیں تو نے بھی اپنے رب کے سامنے جانا ہے۔

جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (الانعام: 94) قرآن کہہ رہا ہے ایک ایک کر کے اللہ کے حضور پیش کر دیئے جاؤ گے اگر اللہ تعالیٰ نے پوچھ لیا میری بندی میرے پاس نیکیوں کا اعمال نامہ اور جہیز لائی یا نہیں سوچئے کہ وہاں پھر ہمارا کیا بنے گا؟ اپنے لئے نیکیوں کا جہیز بناؤ یہ دنیا کا جہیز نہ بھی ہو تو کیا فرق پڑتا ہے خواہ مخواہ کی بنی ہوئی چیزیں ہوتی ہیں لیکن اگر اللہ رب العزت کے سامنے نیکیوں کا ذخیرہ نہ

ہوا تو پھر انسان بے سروسامان خالی ہاتھ کھڑا ہوگا پھر کہے گا

يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلاً ○ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلاً (الفرقان: 28-27) کاش کہ میں نبیوں کے ساتھ چلا ہوتا اور فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس لئے خشوع اپنے دلوں میں لانے کے لئے تخلیہ کو لازم کر لیجئے ذکر کو لازم کر لیجئے اپنے مشائخ کی صحبت کو لازم کر لیجئے۔ کیونکہ مشائخ کی صحبت سے ادب ملتا ہے، علم ملتا ہے، ایک مقناطیست ہوتی ہے جو سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتی ہے اور دلوں کو روشن کر دیتی ہے پھر انسان کے لئے اللہ رب العزت کی محبّت کے ساتھ اعمال کرنا آسان ہوتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ میں خشیت الٰہی:۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا لیکن ابوبکر کے احسانات کا بدلہ اللہ دے گا۔ ایسی زندگی تھی۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ دعا مانگتے تھے کہ اے کاش، میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا، اے کاش! مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا، کاش میں کوئی گھاس کا تنکا ہوتا۔ کس لئے کہتے تھے؟ اس لئے کہ کہیں قیامت کے دن مجھے اللہ کے سامنے کھڑا نہ ہونا پڑ جائے اس سے ڈرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسے کھڑا ہوں گا۔ ان کے اندر یہ خشیت الٰہی تھی۔

حضرت عمرؓ میں خشیت الٰہی:۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل کے اندر خشیت الٰہی اتنی تھی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے ہیں کہ میں آپ سے منافقین کے نام نہیں پوچھتا لیکن اتنا بتا دو کہ کہیں عمر کا نام تو ان میں شامل نہیں۔ اور جب

آپ کی وفات ہونے لگی تو وفات کے وقت کیا کہا اللہ اکبر عجیب بات کہی وفات کے قریب ایک صحابی کو بلایا اور اسے ایک وصیت فرمائی کہ جب میری روح نکل جائے تو مجھے دفن کرنے میں جلدی کرنا۔ اس نے پوچھا، اے امیر المومنین! جلدی کریں گے مگر اتنی تاکید کیوں کر رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا، اس لئے کہ اگر اللہ رب العزت کا ارادہ میرے ساتھ خیر کا ہے تو تم خیر کی طرف مجھے پہنچانے میں جلدی کرنا اور اگر اللہ رب العزت کا ارادہ میرے ساتھ شر کا ہے تو تم میرے بوجھ کو اپنے اوپر سے جلدی اتار دینا اور عمر کے انجام کو تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

یہ ہوتی ہے خشیت الٰہی۔ ڈر رہے ہوتے ہیں کانپ رہے ہوتے پتہ نہیں ہمارا کیا ہوگا۔ پتہ نہیں اللہ رب العزت کے حضور پہنچیں گے تو کیا معاملہ ہوگا وہاں باز پرس ہونی شروع ہوگئی تو پھر کیا بنے گا اس لئے اللہ والے ڈر رہے ہوتے ہیں کہ پتہ نہیں کہ قیامت کے دن کیا معاملہ پیش آئے گا ان کی زندگی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ڈرتے گزر جاتی ہے۔

حضرت احمد علی لاہوریؒ میں خشیت الٰہی:۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ وفات کے بعد کسی کو خواب میں نظر آئے۔ اس نے کہا، حضرت! آگے کیا بنا؟ فرمایا، اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، احمد علی لاہوریؒ! تو مجھ سے اتنا ڈرتا تھا اور ہر وقت روتا رہتا تھا۔ حضرت کثیر البکاء تھے بہت رویا کرتے تھے۔ ہر وقت روتا رہتا تھا ڈرتا رہتا تھا تو جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تو ہر وقت روتا رہتا تھا ڈرتا رہتا تھا تو فرمانے لگے کہ میں تو اور ڈر گیا کہ اب تو ناراض ہو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمانے لگے احمد علی! تو اب بھی ڈر رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اے اللہ! میں آپ کی شان اور بلندیء مقام سے اب بھی ڈر رہا ہوں۔ فرمایا، اب ڈرنے کا وقت ختم ہو گیا، ہم تجھے بشارت دیتے ہیں کہ تمہیں جس قبرستان میں دفن کیا گیا ہے تمہاری برکت سے اس قبرستان کے

سب مردوں کو ہم نے معاف فرما دیا۔ یہ ہوتا ہے ڈرنے والوں کا مقام۔ اللہ رب العزت سے خوف کھانے والوں کا مقام وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمن:46) ان کو ڈبل ڈبل جنتیں ملتی ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور ان کو مقام ملتا ہے۔

ایک محدث میں خشیت الٰہی:۔

ایک محدث درس حدیث دے رہے تھے۔ ان کا رنگ پیلا ہو رہا تھا، چہرے پر خوف تھا بڑی مشکل سے درس ختم کیا۔ کسی نے پوچھا، حضرت! میں آپ کی کیفیت دیکھ رہا تھا، کیا آج آپ کو کوئی تکلیف تھی؟ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا، حضرت! چہرے پر خوف کے کچھ عجیب سے اثرات تھے۔ فرمایا، تم نے نہیں دیکھا۔ اس نے پوچھا، کیا؟ فرمایا، میرے اوپر اس وقت بادل آ گیا تھا اور میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے اوپر پتھروں کی بارش برسا دی جائے۔ پہلی امتوں پر بھی اسی طرح بادل آتے اور وہ ان کو نہیں سمجھتے تھے اور ان پر پتھروں کی بارش کر دی جاتی تھی۔ اللہ اکبر

لمحہ فکریہ:۔

ہم اگر علم حاصل کریں گے اور کام نہیں کریں تو اللہ تعالیٰ دین کا کام کسی اور سے لے لیں گے۔ وہ مکھی سے کام لے لیتا ہے، مچھر سے لے لیتا ہے، مکڑی سے لے لیتا ہے، جس سے چاہے وہ اپنے دین کا کام لے لیتا ہے۔

قرآن پاک کی ایک آیت یاد رہے۔ پروردگار فرماتے ہیں۔ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ (محمد:38) اگر پیٹھ پھیریں گے اور ہٹیں گے دین والے کام سے تو اللہ تعالیٰ بدل دیں گے کسی قوم سے اور وہ قوم پھر ہمارے جیسی نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری

کرنے والی ہوگی۔تو ہمیں اپنے فرض منصبی کو پورا کرنا ہے۔ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے کہ تم نے کیا کام اور ہم اس کا جواب نہ دے سکیں۔کہنے کو عالم ہو اور زندگی اس کی ایسی ہو جیسے کسی ظالم کی ہوتی ہے۔اس کو حلال اور حرام کی تمیز نہ ہو۔وہ اپنے رب کی پوجا کرنے کی بجائے وہ اپنے نفس کی پوجا کرتا پھر رہا ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے۔اس لئے جب علم رنگ لاتا ہے تو انسان کے اندر پھر خشوع پیدا ہوتا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی چیز ہے۔اللہ تعالیٰ سے مانگئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اپنا خشوع عطا فرما دے۔

قرآن کے آئینہ میں ہماری تصویر:۔

اگر ہم ذرا قرآن کے آئینے میں اپنی شکل دیکھیں تو قرآن پاک کی ایک آیت میں اپنی تصویر نظر آتی ہے۔اور وہ کیا آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبۡدًا مَّمۡلُوۡكًا (النحل:75) اور اللہ تعالیٰ مثال بیان کرتا ہے ایک بندے کی جو غلام تھا لَّا يَقۡدِرُ عَلٰى شَىۡءٍ (النحل:75) کسی چیز پر اس کو قدرت نہیں تھی وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوۡلٰٮهُ (النحل:76) کہ اپنے مولیٰ پر بوجھ بنا ہوا تھا اَيۡنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاۡتِ بِخَيۡرٍ (النحل:76) کہ جدھر جائے کوئی خیر کی خبر نہ لائے۔كَالَّتِىۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَهَا مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ اَنۡكَاثًا (النحل:92) کہ وہ عورت جو ساری زندگی سوت کاتتی رہی اور آخیر پر کاتے ہوئے سوت کو اپنے ہاتھ سے توڑ ڈالا۔آٹھ سال تو چٹائیوں پر بیٹھ کر پڑھتے رہے اور جب باہر نکلے تو باہر ہی نکل گئے۔پھر کہیں ایسا نہ ہو اس لئے اپنے دل میں اس بات کو بٹھا لیجئے کہ اللہ رب العزت کے ہاں مرتبے بھی بہت زیادہ ہیں لیکن مرتبہ پانے کے لئے محنت کرنے کی ضرورت ہے فقط علم ظاہری کی بات ہو تو قیامت کے دن شیطان کی بخشش ہم سے پہلے ہو جائے گی اس لئے کہ وہ ہم سے بڑا عالم ہے۔معلوم ہوا کہ نہیں

کہ فقط الفاظ و حروف کی بات نہیں کچھ اور بھی چیز ہے اسی کو سوز علم کہتے ہیں۔ محبّت الٰہی کہتے ہیں جب علم کے ساتھ محبّت الٰہی مل جاتی ہے تو عمل آ جاتے ہیں۔ پھر انسان کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خشوع پیدا ہوتا ہے پھر وہ اعمال کرتا ہے ڈرتے ہوئے۔ ایک ایک نماز ایسی پڑھتا ہے جس پر اس کے پچھلے گناہوں کی بخشش کے وعدے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کو قبول کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس بندے کو دنیا میں بھی قبولیت عطا فرما دیتے ہیں اور آخرت میں بھی۔

چٹائیوں کی عزت:۔

ہو عالم اور تذکرے کرے کہ میرے لئے رزق کی تنگی ہے حضرت! دعا کرو کہ میں مالی مشکلات میں پھنسا ہوا ہوں، قرضوں میں جکڑا ہوا ہوں۔ ارے اللہ تعالیٰ سے توکل کہاں گئی اللہ تعالیٰ سے یقین کہاں گیا۔ ایک عالم آ کر کہنے لگے کہ حضرت! آپ بتائیں کہ میں کوئی کاروبار نہ کرلوں۔ میں نے کہا عالم ہو کر یہ بات کرتا ہے کہ میں کوئی کاروبار نہ کرلوں، میں نے کہا آٹھ سال لگانے کے بعد اگر پھر بندہ یہ سوچے کہ میں کاروبار نہ کرلوں تو پھر اس نے علم کی کیا قدر کی اس سے تو پھر مر جانا بہتر تھا کیوں وقت لگایا تھا ان چٹائیوں پر، ان چٹائیوں کی عزت تو رکھ لیتے۔

سلف صالحین کا اللہ تعالیٰ پر توکل:۔

ہمارے اسلاف کو کھانے کو نہیں ملتا تھا بھاگ کر فاقے کاٹ لیتے تھے انگریز ان کے قدموں میں مال دولت ڈالتے تھے ٹھوکریں لگاتے تھے دنیا دار آ کر مال پیسے پیش کرتے تھے مگر وہ ٹھکرا دیا کرتے تھے۔ ایک ایک لاکھ روپے کا چیک آیا کرتا تھا۔ واپس بھیج دیا کرتے تھے ان کی اپنے رب پر توکل ہوا کرتی تھی کہ پروردگار کھلائے گا اور پھر پروردگار نے ان کو رزق عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی رزق عطا کریں گے۔

علم کا تقاضا:۔

لہذا علم کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا یقین اچھا کر لیں پروردگار کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ز وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر:21) اس لئے میں اپنے محترم علماء سے کہا کرتا ہوں کہ آپ امامت کو ملامت نہ بنایا کرنا اگر امامت کو امامت بنائیں گے پھر اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی آپ کو امام بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائیں گے اگر عمل ہوگا اور خشوع ہوگا تو دنیا آکر قدم پکڑے گی اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا کرے گی۔علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو عزتیں دیں گے لیکن جب خود ہی عمل نہیں کریں گے تو پھر ہم کیوں شکوہ کرتے ہیں کہ علم کے بعد ہم فلاں پریشانی میں مبتلا ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے آپ کو اس رنگ میں رنگنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ز وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر:21)

اللہ کے بندوں کی تلاش:۔

میرے دوستو یہ عاجز دربدر کی ٹھوکریں اس لئے کھاتا پھرتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے ایک مقبول بندے کے ذریعے سے اس عاجز کے سر پر ایک بوجھ رکھوا دیا یہ عاجز اس قابل نہیں، اب بھی نہیں، نہ اس وقت تھا مگر کام بھی اپنے حضرت کے حکم سے شروع کیا۔حضرت پوچھا کرتے تھے کہ تم سے اب کتنے لوگ سلسلے میں داخل ہوئے مجھے جھجک ہوا کرتی تھی مگر حضرت بلا بلا کے پوچھتے تھے۔کس لئے؟ اس لئے ان کو پتہ تھا کہ بوجھ رکھ دیا ہے اب اس نے میری دی ہوئی نعمت کو کہاں کہاں پہنچانا ہے۔ہم تو ایک ڈاکیا بن کر اس نعمت کو دور دور تک پہنچاتے پھرتے ہیں۔یہ بھی اللہ رب العزت کی رحمت ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ نعمت دور دور تک سینوں میں پھیلے۔ہر بندہ اس نسبت کو حاصل کرنے والا بن جائے مگر کیا کریں

برتن ناپاک نظر آتا ہے تو دودھ بھرنے کو کسی کا دل نہیں کرتا، جب دل صاف نظر نہیں آتا پھر توجہات کہاں تک اثر کریں گی، کچھ خود بھی محنت کیجئے اپنی نیت ٹھیک کر لیجئے، پھر توجہات کے اثرات ہوں گے۔

حال دل جس سے میں کہتا کوئی ایسا نہ ملا　　بت کے بندے تو ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

کہاں ہیں وہ بندے جن کے دل میں خوف خدا ہو، جن کا عمل سنت نبوی کے مطابق ہو، جو رب کو تنہائیوں میں یاد کرتے ہوں، اپنے سر کو جھکاتے ہوں، اپنے مولا کو مناتے ہیں ایسے بندے اگر ہوں تو نسبت تو ہے ہی ان کے لئے پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو دنیا اور آخرت میں کیسی سعادتیں عطا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس نسبت کے نور سے منور فرمائے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مشائخ کے سامنے رسوا اور شرمندہ نہ فرمائے، ہمارے لئے قیامت کے دن خیر کے فیصلے فرمائے اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے ہم کہیں رسوائی کا سبب نہ بن جائیں اس لئے دعا کریں کہ پروردگار ہمارا یہاں آنا بیٹھنا قبول فرمالے اور یہاں سے واپس جاتے ہوئے زندگیوں کے رخ کو تبدیل فرمادے۔

(آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ